وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ

اَللّٰهُ

کُلُّ مَا فِی الْکَوْنِ وَهْمٌ اَوْ خَیَالٌ اَوْ عُکُوْسٌ فِیْ مَرَایَا اَوْ ظِلَالٌ

سنو آتی ہے ہر طرف سے صدا کہ باطل ہے ہر چیز حق کے سوا

خزینۂ معرفت

المسمّٰی بہ

تذکرہ عاشقِ ربانی شیرِ یزدانی رحمۃ اللہ

مؤلفہ

صوفی محمد ابراہیم قصوری

پروگریسو بکس

۴۰-بی اردو بازار ○ لاہور

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ

خزینۂ معرفت

المسمّٰی بہ

تذکرۂ عاشقِ ربّانی شیرِ یزدانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر زبردست اسکی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمدؐ کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات پاکیزہ حالات قدوۃ الواصلین شمس العاشقین عارف اکمل عالمِ باعمل مجسمہ ہدایت چشمۂ ولائت غوث ربّانی جنیدِ زمانی شیرِ یزدانی محی الملّت والدین حضرت مولینا مولوی قبلہ وکعبہ میاں شیر محمدؐ صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہٗ قدس سرہٗ العزیز

مؤلفہ

عالمِ لدنّی واقفِ حقیقت ماہرِ طریقت یارِ غار حضرت مولینا و مرشدنا قبلہ میانصاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ حضرت مولینا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی مدظلہ العالی سلمہ اللہ تعالیٰ

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ھ

120 روپے

علم سے ہے۔ اور حقائق کا تعلق حال و کیف سے ہے۔ کیونکہ حضرت مولف کی قلم سے بہت سے معارف اصالتاً یا حضور قبلہ رحمۃ اللہ کے سوالات پر وساطتاً اتنے بے اختیار نکل گئے ہیں۔ جن کے لئے الگ فصل قائم کرنے کی ضرورت آئی

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ان تعارف کا تعلق ہی آپ کی ذات بابرکات سے نہیں۔ بلکہ آپ کی ذات نے ہی تو یہ معارف پیدا کئے۔

حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کا قلبی میلان تو کشائی سے متنفر تھا۔ وہ طالب یا سالک کے سامنے کوئی ایسا مسئلہ پیش فرمانا نہیں چاہتے تھے۔ جس میں اسے کسی کی گرہ کشائی کی احتیاج ہو۔ بلکہ آپ کا خیال تھا۔ کہ سالک اپنے حال میں خود مست ہو کر محو تماشہ ہو بیٹھے۔ اور عرفان وحقیقت کی گتھی کو خود سلجھائے جہاں کہیں فرما دیا۔ وہ بھی بے اختیارانہ یا حسب ضرورت۔

لیکن اگر ایک تیز طبیعت آپ کے زریں ارشادات پر ایک غائر نظر ڈالے گا۔ تو اس کو وہ وہ بے بہا موتی ہاتھ آئیں گے۔ جو کسی دوسرے کے ارشادات میں بہت نایاب ہوں گے۔ جو سراسر حقیقت ہونگے۔ اور علمی موشگافی کو ذرہ بھر بھی دخل نہ ہوگا۔

تاہم میں اس کمی کو محسوس کرتا ہوں۔ کہ جتنا یہ باب اہم تھا۔ اتنا یہ وسیع نہیں رکھا گیا۔ حضرت مولف صاحب سلمہ اللہ بھی مجبور تھے۔ کہ کسی دوست نے اتنی فراخ حوصلگی نہ فرمائی۔ کہ ارشادات کے موتی اپنے خزینۂ حافظہ سے عام احباب پر نثار کرتا۔ آہ تنگدلی!

البتہ حقائق کا میدان بہت وسیع تھا۔ کیونکہ حضور قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے حال کی حقیقت سادہ الفاظ میں احباب کے سامنے اس طرح بیان فرماتے۔ جس سے اہمیت پیدا نہ ہو۔ مثلاً ایک ملفوظ میں فرمایا۔ کہ "شریعت سے ڈرتا ہوں۔ ورنہ اللہ اکبر کی بجائے اَنْتَ اکبر کہتا"

دیکھیئے کتنی بلند حقیقت کو کیسے آسان الفاظ کیسے آسان طریقہ اور لب ولہجہ سے بیان فرما دیا۔ اسی طرح باقی حقائق کا حال ہے۔ ہم نے معارف و حقائق کو ایک مقولہ سے نہیں رکھا۔ بلکہ حقائق کو مقولۂ کیف سے سمجھ کر الگ فصل قائم کی۔

معارف و اسرار کی پیدائش تفکر اور تخیل سے ہے۔ اور حال کی سبزہ زاری عبادات و اذکار کا ثمرہ ہے حضرت قبلہ مرحوم و مغفور ان اولیائے کرام وعظام رحمۃ اللہ علیہم سے تھے۔ جو اثنائے مشاہدہ پر بھی اپنے مجاہدات میں ویسے ہی پیاسے رہے۔ جیسے ایک تشنہ لب ابتدائے عشق میں فرقت زدہ ہو کر اپنی بیتابی میں سرگرم ہوتا ہے۔ ایسے پاک روحوں کو تخیل و تفکر سے کیا واسطہ۔ وہ سراسر عبودیت کے نازو ادا میں غرق ہو کر

(مولف) ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ آپ قصور تشریف لائے۔ اور بڑی مسجدؓ میں حوض کے دوسرے کنارے پر تمام رات تشریف فرما رہے۔ اور بندہ بھی آپکے ہمراہ بیٹھا رہا مسجد کی پیشانی کیطرف دیکھتے رہے۔ اور طرح طرح کی کیفیات آپ پر طاری ہوتی رہیں۔ بندہ نے دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ اس مسجد سے مجھے نسبت رسالت کی خوشبو آرہی ہے۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔

آپ عزیز غلام اللہ صاحب کی برات کے ہمراہ لاہور تشریف لیگئے۔ جب لڑکی والوں کے گھر کیطرف چلے۔ تو براتیوں سے ایک شخص نے کہا۔ ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔ بندہ نے پوچھا کیوں۔ وہ بولا لڑکی والے اُدہر سے آرہے ہیں۔ اُنکے ہمراہ چند آدمی ہونگے۔ اور وہ سب آتے ہی ایکدوسرے سے گلے ملینگے۔ اور ایکدوسرے کو اٹھالینگے۔ چونکہ بندہ کا قدو قامت اچھا ہے۔ اسلئے مجھے آگے کر دیا گیا۔ ملے تو ضرور اُسی طرح مگر اٹھانے تک نوبت نہ پہنچی۔ جب لڑکی والوں کے مکان پر جا بیٹھے۔ تو یاروں میں جوش و خروش شروع ہوگیا ایک شخص نے کہا۔ قوالوں کو بلالیا جائے۔ بندہ نے جواب دیا۔ یہاں قوالوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے ~ جس تن لگا عشق کمال آپے بیٹھا کھیلے حال۔ نہ چاہے راگ اور تال۔ الغرض صبح برات قصور تشریف واپس روانہ ہوئی۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ نے بندہ سے دریافت کیا۔ کہ شہر قصور چلو گے۔ یا والدہ سے ڈرتے ہو۔ بندہ تو قصور کو واپس آگیا۔

ایک معنی خیز دعا

ایکدفعہ آپ قصور تشریف لائے۔ بعد نماز عصر بندہ نے عرض کی۔ کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ تو آپنے بلند آواز سے فرمایا وہ کہ تمہارا کچھ نہ رہے،، بندہ نے کہا۔ آمین۔ یہ جملہ سنکر حاضرین پر حیرت طاری ہوگئی۔ پاس ہی محمد نصاحب بولے یہ دعا کیسی ہے،، ناظرین حیران نہ ہوں۔ بندہ اس کی تشریح کر دیتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے۔ جو شخص ایک رائی کے برابر خود بین ہوگا۔ وہ دوزخ میں جائیگا۔ راہ تصوف میں یہی بات حالِ کمال ہے۔ خواجہ ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ خداوندا قیامت کے روز ہر شخص کا تعلق اور علاقہ ٹوٹ جائیگا۔ مگر وہ تعلق جو تیرے اور میرے درمیان ہے۔ وہ ہرگز نہ ٹوٹیگا۔ اور تُو اپنے فضل سے مجھے ایسے مقام میں رکھ۔ کہ میری خودی درمیان میں نہ رہے۔ اور سب کچھ تُو ہی تُو ہو۔

حضرت مجددؒ رحمتہ اللہ نے ایکروز بیٹھے بیٹھے فرمایا۔ کہ نظر کشاف سے دیکھ رہا ہوں۔ کہ تمام دنیا کے رہنے والے لا الٰہ الا انا کہہ رہے ہیں۔ یعنی نہیں کوئی معبود مگر میں۔ یہ سنکر آپکے فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمتہ نے عرض کی۔ کہ حضور میں بھی؟ فرمایا ہاں تو بھی،، پھر حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمتہ کچھ علیحدگی میں ذکر نفی اثبات کرتے رہے۔ اس کے بعد پھر حضرت مجدد علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ حضور اب فدوی کا کیا حال ہے۔ کہا۔ ہاں اب کچھ ترقی کی ہے۔ مگر انا باقی ہے۔ خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ بعد وفات حضرت مجدد علیہ الرحمتہ میں حج کو گیا۔ تو وہاں کشف سے معلوم ہوا۔ کہ انا کے زنار مجھ سے قطع ہو رہے ہیں

۱؎ عارف کے سامنے مکان اپنے مکین کی پوری شہادت دیتے ہیں۔ اور مکان سے وہی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو اس کے مکین میں ہو۔ یہی وجہ ہوئی۔ کہ نسبت رسالتؐ نے نسبت توحید کو مغلوب کر لیا۔ ورنہ مسجد توحید کا گھر تھا۔ لیکن رسالت امام توحید ہونے سے مقدم ٹھہری۔